رسائل و مسائل

سود کی مختلف نوعیتیں

سوال: ۱۔ بنک میں ملنے والا منافع، فکس ڈپازٹ، نیشنل اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس اور پرائز بانڈ پر ملنے والا منافع، انعام، جوا یا سود کی شکل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کس طرح؟

۲۔ وہ رقم جو ہم جائز طریقے سے کماتے، حاصل کرتے ہیں، اس رقم پر حاصل ہونے والا منافع سود کی شکل کیسے اور کیونکر اختیار کر لیتا ہے۔

۳۔ جایداد (مکان اور دکان وغیرہ) یا اشیا کا کرایہ (ماہ بہ ماہ یا سالانہ) جو کہ مقرر کر دیا جاتا ہے، سود کے ضمن میں آتا ہے یا نہیں۔ اگر سود کے ضمن میں شمار ہوتا ہے تو کیوں اور اگر نہیں تو کیوں؟

۴۔ ان اسکیموں سے حاصل ہونے والا سود کی رقم کا کوئی استعمال ہو سکتا ہے؟

۵۔ بنک اگر زکوٰۃ کاٹ لیتا ہے تو کیا ادایگی ہو جاتی ہے؟

۶۔ سود کی ایسی کوئی آسان تعریف یا تشریح جس کا کسی صورت پر اطلاق کر کے سود ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فیصلہ کر سکیں۔

جواب: ۱۔ موجودہ بنکوں میں رقم جمع کرانے پر ملنے والا "منافع" سود ہے۔ منافع کسی تجارتی لین دین میں واقع ہوتا ہے جہاں بالفعل کوئی کاروبار ہو۔ اس کاروبار میں کل وصولی اور کل لاگت کا فرق منافع ہے، خواہ یہ منافع ایک فرد حاصل کرے یا ایک ادارہ۔ اگر کاروبار میں ایک سے زائد افراد شریک ہیں تو وہ منافع کو پہلے سے متعین نسبت سے تقسیم کر لیں گے، اور بصورت نقصان اپنے سرمایے کی نسبت سے اس میں شریک ہو جائیں گے۔

بنک کے پی ایل ایس کھاتوں کا "منافع" بھی دراصل سود ہے۔ بنک بنیادی طور پر قرضوں کا لین دین کرتے ہیں اور اس پر "منافع" (سود) کماتے ہیں، جس کی شرح پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے اور اس کی مدت بھی متعین ہوتی ہے، جیسے پانچ فی صد سالانہ وغیرہ۔ بنک بنیادی طور پر یہی کام کرتے ہیں کہ وہ افراد یا اداروں کو ایک متعین شرح "منافع" (mark - up) پر قرضے جاری کرتے ہیں اور ان سے حاصل ہونے

والے "منافع" میں سے ایک حصہ اپنے اکاؤنٹ ہولڈرز کو دے دیتے ہیں، لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ "منافع" کی یہ شرح متعین نہیں ہوتی بلکہ چند فی صد کم و بیش کی جاتی ہے۔ اس پورے معاملے میں کہیں باقاعدہ کاروبار نہیں ہوا۔ اس لیے اس کام میں اور ایک سودی بنک کے کاروبار میں کوئی فرق نہیں۔ اس بنا پر بنک سے ملنے والا "منافع" دراصل سود ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

فکس ڈیپازٹ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ فکس ڈیپازٹ میں آپ اپنی رقم ایک مقررہ مدت کے لیے جمع کرواتے ہیں اور اس پر ایک متعین شرح سے "منافع" (سود) ادا کیا جاتا ہے۔ جتنی مدت زیادہ ہوگی اتنی ہی شرح سود زیادہ ہوگی۔ اس لحاظ سے یہ نام نہاد (نفع و نقصان شراکتی کھاتہ) سے بھی آگے کا معاملہ ہے۔

نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ اور ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ میں "سرمایہ کاری" بھی ایک سودی معاملہ ہے۔ یہاں حکومت پاکستان عوام سے ان کی بچتیں بہ طور قرض لیتی ہے اور اس پر ان کو ایک خاص شرح سے منافع (سود) ادا کرتی ہے۔

پرائز بانڈ بنیادی طور پر وہ قرض ہے جو حکومت عوام سے براہ راست لیتی ہے۔ لوگ اپنی بچتیں بانڈز کی صورت میں حکومت کے پاس جمع کرواتے ہیں۔ بچتوں پر حکومت ایک طے شدہ رقم انعامات کی صورت میں عوام کو ادا کرتی ہے۔ اس معاملے میں صرف سود ہی نہیں پایا جاتا بلکہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر۹۰ کی روشنی میں قمار (جوا) کا معاملہ بھی پایا جاتا ہے۔

۲۔ جائز طریقے سے کمائی ہوئی رقم حلال ہے لیکن جب آپ اسی رقم کو ایک غلط معاملے میں استعمال کریں گے تو اس پر حاصل ہونے والا "منافع" حرام ہوگا، جب کہ آپ کا اصل زر حلال ہی رہے گا۔

۳۔ جایداد (مکان و دکان) کا معاملہ سود کی تعریف میں نہیں آتا ہے اور کرایہ لینا حلال اور جائز ہے۔ تفصیل آپ فقہ کی کتب میں "اجارہ" کے ضمن میں دیکھ سکتے ہیں۔ آپ یہ پیش نظر رکھیں کہ جہاں رقم کے بدلے رقم اور اس پر اضافہ ہوگا وہ سود کا معاملہ ہے، لیکن جہاں شے کے بدلے میں رقم ہو، وہ سود کا معاملہ نہیں ہے۔

۴۔ ان اسکیموں سے حاصل ہونے والا منافع کسی فرد یا ادارے کو ثواب کی نیت کے بغیر دے دیا جائے اور پیش نظر یہ ہو کہ یہ ایک نجاست ہے اور اس سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ لیکن مساجد و مدارس کی تعمیر وغیرہ کے لیے یہ رقم نہ دی جائے۔ اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث پیش نظر رہے: إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ وَلَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا (بلاشبہ اللہ تعالیٰ طیب یعنی پاک ہے اور پاک چیز کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا)۔

۵۔ آپ کو اپنی جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ ادا کرنا ہے، اگر اس رقم پر بنک نے زکوٰۃ کاٹ لی ہے تو آپ کی

طرف سے ادائیگی ہو چکی ہے۔

۶- سود کی تعریف مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی کتاب سود میں ان الفاظ میں کی ہے: "قرض میں دیے ہوئے راس المال پر جو زائد رقم مدت کے مقابلے میں شرط اور تعیین کے ساتھ لی جائے وہ "سود" ہے (ص ۱۵۳)۔

مندرجہ بالا تعریف سود کی ایک قسم ربا النسیئة کی ہے' یعنی قرض یا ادھار کے معاملے کی' جب کہ دوسری قسم ربا الفضل ہے جو یکساں نوعیت کی اشیا کے باہمی لین کے حوالے سے ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے: "ایک فریق کا دوسرے فریق کے ساتھ ایک ہی قسم کی اشیا کے لین دین (مثلاً سونا سونے کے بدلے میں' گندم گندم کے بدلے میں' جو جو کے بدلے میں وغیرہ) میں زائد شے کا حاصل کرنا' ربا یا سود ہے۔ (مزید تفصیل کتاب سود میں ملاحظہ فرمائیں' ص ۱۴۷ تا ۱۵۶)۔

دراصل یہ سب مسائل اسلامی نظام زندگی نافذ نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔ ان مسائل کا سب سے شافی جواب اسلامی نظام زندگی کا انفرادی اور اجتماعی طور پر نفاذ ہے جس کے لیے جدوجہد کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم اپنی ذمہ داری کو کس حد تک پورا کر رہے ہیں۔

(پروفیسر میاں محمد اکرم)

بنک سے زکوٰۃ کی کٹوتی

س: ۱- بنک میں زکوٰۃ کی کٹوتی سے سال بہ سال رقم کم ہوتی جاتی ہے' جب کہ سود کی وجہ سے "منافع" بھی نہ لیا جائے۔ کیا اس کا کوئی مداوا ہے؟

۲- پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کب عائد ہوتی ہے؟

ج: ۱- زکوٰۃ کٹنے کی صورت میں رقم تو کم ہوگی' لیکن اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر رہے کہ یتیموں کے مال کو کاروبار میں لگاؤ مبادا کہ زکوٰۃ اس کو کھا جائے۔ اس کا بہترین طریقہ تو کاروبار میں لگانا ہے۔ جہاں تک رقم کی قیمت کم ہونے کا معاملہ ہے' اس کے لیے Indexation کا معاملہ علما کے زیر غور آتا رہتا ہے لیکن آج تک اس پر کوئی اجماع نہیں ہو سکا۔

۲- پراویڈنٹ فنڈ ریٹائر ہونے پر ملتا ہے' اور ایک فرد جب کسی رقم کا مالک بنتا ہے تو اس کے ایک سال بعد اس پر زکوٰۃ فرض قرار پاتی ہے۔ جب تک آپ نے فنڈ حاصل نہیں کیا' اس کے مالک آپ نہیں بلکہ حکومت ہے اور اس لیے آپ پر زکوٰۃ کی ادائیگی رقم ملنے پر ہی فرض ہوگی۔ (بحوالہ مفتی محمد شفیعؒ)' (م

سود کے جواز کا ایک حیلہ

س : آپ جانتے ہیں کہ روپے کی قیمت کا تعین سونے سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص رقم جمع کراتے وقت روپے کی قیمت کا تعین سونے کے بھاؤ سے کر لے اور جب سال یا دو سال کے بعد اپنی رقم واپس لے، اور اس وقت سونے کی قیمت سے تقابل کر کے جس قدر روپے کی قیمت میں کمی ہوتی ہے اتنی کی منافع میں سے پوری کر لے اور باقی جو منافع زائد ہو وہ حاجت مندوں کو دے دے، تو کیا یہ جائز ہے؟ اگر ایسا کرنا جائز نہیں ہے تو اس کے روپے کی قیمت میں جو کمی واقع ہوئی ہے اس کا ازالہ کیسے ممکن ہے؟ جب کہ اسلام کا اصول ہے لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِی الْاِسْلَام۔

ج : یہ ایک حیلہ ہے اور حیلوں سے ناجائز چیزیں جائز نہیں ہو جاتیں۔ اس کے بجائے آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ ڈالرز وغیرہ خرید کر فارن کرنسی اکاؤنٹ کھلوا لیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ آپ اتنی مالیت کا سونا لے کر لاکرز میں رکھوا لیں۔ لیکن آپ نے جو حیلہ تجویز کیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حکومت کی بتائی ہوئی افراط زر کی شرح اور اصل شرح میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مثلاً حکومت کا دعویٰ چھ فی صد کا ہے جب کہ نجی اداروں کا اندازہ ۱۰ تا ۱۵ فی صد کا ہے، تو آپ کس شرح پر اعتبار کریں گے؟ اور اگر کر بھی لیں تو بہرحال شریعت میں اس کی گنجایش نظر نہیں آتی۔ (م - ا)

کریڈٹ کارڈ کا استعمال

س : کریڈٹ کارڈ کلچر آج کل فروغ پا رہا ہے۔ میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ لیکن ہنگامی ضرورت میں اس کی افادیت بھی ہے۔ کریڈٹ پر حاصل ہونے والی رقم مقررہ مدت کے اندر جمع کروانے پر سود کی ادایگی نہیں کرنی ہوتی ہے بلکہ صرف اصل رقم جمع کروانی ہوتی ہے۔ میری رہنمائی فرمایئے کہ کریڈٹ کارڈ کن حالات میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کریڈٹ کارڈ کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ (عمومی حالات میں)۔ کریڈٹ کارڈ ایمرجنسی (حادثہ، بیماری، رقم ضائع ہو جانا، رقم گم ہو جانا) کی صورت میں بہت زیادہ مددگار پایا گیا ہے۔ اس کا استعمال اس صورت میں کس حد تک جائز ہے؟

ج : اسلام میں بنیادی طور پر قرض حاصل کرنے کی سختی سے حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ریاست مدینہ کے شروع کے سالوں میں مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، لیکن جب

ریاست اس قابل ہو گئی کہ وہ نادہندہ مقروضوں کے قرض ادا کر سکے تو اس کے بعد مندرجہ بالا صورت باقی نہ رہی۔ دوسری طرف ضرورت مندوں کو قرض دینے پر بہت زیادہ ابھارا گیا ہے۔ غالباً اس کی حکمت یہ ہے کہ معاشرے میں حقیقی ضرورت کے لیے باہمی مدد کا نظام کام کرے۔

اس کی روشنی میں' انتہائی ضرورت ہو تو کریڈٹ کارڈ حاصل کیے جا سکتے ہیں لیکن اس رقم پر سود کا اطلاق شروع ہونے سے پہلے بنک کو ادائیگی کر دی جائے۔ (م-ا)

بولی والی کمیٹی: سود کی ایک شکل

س: چند تاجر مل کر اس طرح "کمیٹی" ڈالتے ہیں کہ تمام شرکا برابر کی رقم ادا کرتے ہیں۔ اس طرح کل جمع شدہ رقم پانچ لاکھ ہو جاتی ہے اور یہ ہر ماہ کسی ایک کو دے دی جاتی ہے لیکن بذریعہ قرعہ اندازی یا کسی کی ضرورت کے تحت نہیں' بلکہ یہ رقم میز پر رکھ دی جاتی ہے اور ممبران سے کہا جاتا ہے کہ نیلامی کی طرح بولی لگائیں۔ اس طرح جو ممبر سب سے زیادہ بولی لگاتا ہے "کمیٹی" کی رقم اس کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ ہر ماہ ایسے ہی چلتا رہتا ہے۔ پہلی دو' تین کمیٹیوں کی بولی ۵۰' ۶۰ ہزار تک پہنچ جاتی ہے جو کہ بعد کے مہینوں میں کم ہوتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ آخری دو یا تین مہینوں میں یہ بولی چار پانچ ہزار سے آگے نہیں بڑھتی۔ اس طرح حاصل ہونے والی بولی کی رقم کو یہ تاجر منافع قرار دیتے ہیں اور تمام شرکا آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ کیا یہ سود ہے؟

ج: کمیٹی کی رقم بولی پر لینا' پانچ لاکھ روپے لے کر اس کے عوض میں ساڑھے پانچ لاکھ روپے واپس کرنا' کھلم کھلا سود ہے۔ کمیٹی کی رقم دراصل قرض ہے جو کمیٹی کا رکن وصول کرنے کے بعد واپس کرتا ہے۔ اگر اس پر اضافی رقم دی جائے گی تو یہ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا' ہر قرض جس پر منافع ملے وہ سود ہے" کے اصول کی روشنی میں سود شمار ہو گی۔ (مولانا عبدالمالک)

اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ ترجمان القرآن کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)